129

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی
الہام ۱۳۰۰ھ

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ تین پیسے

الفضل
قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۸
مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۴ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۳ صفر ۱۳۴۳ھ
جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں خیریت ہے۔

اہلیہ ثانی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت اب نسبتاً اچھی ہے۔

(۲) حضرت خلیفہ اول رضؓ کے اہل و عیال خیریت سے ہیں۔

(۳) حضرت امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب بخیریت ہیں۔

(۴) حضرت صاحب کے ساتھ ولایت جانے والے احباب کے اہل و عیال خیریت سے ہیں۔

(۵) مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل۔ مولوی فضل الدین صاحب مولوی فاضل اور مولوی سلیم اللہ صاحب اضلاع جالندھر۔ جہلم اور گوجرات کے تبلیغی دورہ سے واپس آئے۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب مرحوم کو کس طرح شہید کیا گیا

خاص کابل کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو ۳۱ اگست بعد از نماز عصر بروز اتوار بمقام شیرپور (چھاؤنی کابل) سنگسار کر کے شہید کیا گیا۔

شہید مرحوم کو مرتد کرنے کی ازبس کوشش کی گئی لیکن اس کوہ وقار کو ایمان سے متزلزل نہ کر سکے۔ آخر اتوار کو ظہر کے وقت بازاروں میں شہید مرحوم کو پھرا کر اور محض احمدی عقائد رکھنے کے سبب سنگسار کرنے کی تشہیر کر کے عصر کے وقت شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

شہید مرحوم نے آخری وقت دو۲ رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد پھر اُسے اپنے عقائد حقہ بدلنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اس نے قطعاً انکار کر دیا۔ اسپر اُسے زمین میں گاڑ کر اتنے پتھر مارے گئے۔ کہ جسم مبارک ان کے نیچے چھپ گیا۔ شہید کی لاش ورثاء کو دینے سے انکار کر دیا گیا۔ اور اُسپر پہرہ لگا دیا گیا۔

ایک غلط بیانی کی تردید

قادیان میں کسی احمدی کو گرفتار نہیں کیا گیا

قادیان میں غیر احمدی علماء کا تین چار سال سے جو جلسہ ہوتا ہے اس جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کو ہر سال بیشمار گالیاں دیجاتی ہیں۔ اور عجیب عجیب طریقوں سے احمدیوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ہر سال یہ عام ہدایت دی جاتی ہے۔ کہ کوئی شخص اس فتنہ انگیز جلسہ میں شامل نہ ہو۔ اور سوائے ان چند آدمیوں کے جن کا تقریروں وغیرہ کے نوٹ حاصل کرنے کی غرض سے جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور کسی کو اجازت نہیں ہوتی کہ اس جلسہ میں جاکر شامل ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کی جماعت کی اس پر امن پالیسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہر سالانہ جلسہ کے بعد مفسد مولویوں نے ہماری نسبت پبلک میں باہر جاکر یہ بات پھیلائی۔ کہ قادیان کی احمدیہ جماعت ہمارے ڈر سے اپنے گھروں میں چھپ جاتی ہے۔ گذشتہ سالوں کی طرح غیر احمدیوں کے اپریل ۱۹۲۴ء کے جلسہ کے موقع پر بھی ہماری طرف سے وہی احتیاط برتی گئی۔ لیکن وہ بیرونی لوگ جو اس جلسہ میں اسی نیت اور ارادہ سے آتے ہیں کہ کوئی فتنہ اور شرارت پیدا کریں۔ اور اس قسم کی بہت سی حرکات کرتے رہتے ہیں۔ اس سالانہ جلسہ میں ان میں سے بعض نے ۱۹ اپریل کی درمیانی شب کو یہ اشتعال انگیز حرکت کی۔ کہ بعض راہ گذر احمدیوں کو بلا کر بلا وجہ ان کے امام اور جماعت احمدیہ کو ایسی مغلظ گالیاں دیں۔ کہ جس سے ان کا آپس میں تکرار ہو گیا۔ ہماری طرف سے اسی وقت اس تکرار کی موجودالوقت افسران کو اطلاع دی گئی مگر اس کے ساتھ ہی بعض فتنہ انگیزوں نے ایک شخص میاں مہرالدین آتشباز ساکن قادیان سے ہمارے بعض معزز دوستو کے خلاف تھانہ بٹالہ میں یہ غلط رپورٹ لکھوائی۔ کہ وہ بھی ۱۹ اپریل کی درمیانی شب کے تکرار میں شامل تھے۔ جن میں میر محمد اسحٰق صاحب اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا نام بھی درج کرایا۔ چونکہ یہ معاملہ ابھی تک پولیس میں زیر تفتیش تھا۔ اس لئے ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء کے اخبار الفضل میں اصل واقعات ظاہر کردینے کے بعد پھر اس کے متعلق کچھ شائع کرنا غیر ضروری سمجھا گیا۔ اس اثناء میں پولیس بٹالہ قادیان میں کئی مرتبہ آئی۔ اور تفتیش ہوتی رہی۔ بالآخر چودھری محمود خان صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۲۴ء کو منجملہ انتیس ۲۹ آدمیوں کے بائیس آدمیوں کی نسبت الزام سے ہر طرح بری ہونے کا اظہار کیا۔ اور سات آدمیوں کی نسبت یہ رائے ظاہر کی۔ کہ ان کا معاملہ عدالت میں پیش ہوگا۔ چنانچہ اس بناء پر سات آدمیوں سے یہ ضمانت لی گئی کہ جو الزام ان پر فریق مخالف کی طرف سے لگایا جاتا ہے انکی جوابدہی کے لئے اگر ان کو عدالت طلب کریگی۔ تو وہ عدالت میں حاضر ہو جائیں گے۔ میر قاسم علی صاحب۔ میر محمد اسحٰق صاحب۔ سید محمد عبداللہ پسر سید عزیز الرحمٰن صاحب منشی فخر الدین صاحب تاجر کتب۔ عبدالرحمٰن پسر مولوی شیر علی صاحب جو حاضر تھے۔ ان کی طرف سے ضامنوں نے لکھ دیا۔ کہ اگر عدالت ان کو طلب کریگی۔ تو یہ عدالت میں حاضر ہو جائیں گے۔ اور عبدالعزیز خان صاحب اور فیض احمد جو یہاں نہ تھے۔ ان سے پولیس نے آیندہ حاضر ضامنی لئے جانے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ یہ ایک ضابطہ کی کارروائی تھی اور ضابطہ کے مطابق ہر ایک شخص سے جس کا معاملہ پولیس کے ذریعہ عدالت میں جاتا ہے۔ ضمانت حاضری لی جاتی ہے۔ اور اس سے کسی شخص کا مجرم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمارے دوستوں سے ضمانت حاضری لیا جانا بھی ایک نہایت معمولی واقعہ تھا۔ مگر بہت افسوس ہے کہ بعض اخبارات نے بلا تحقیق اس خبر کو ایسی صورت میں شایع کیا ہے۔ کہ جس سے جماعت احمدیہ میں نہایت تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ اور جن اصحاب کی نسبت یہ خبر شائع کی گئی ہے۔ ان پر بھی سخت حملہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ جس رنگ اور جس طریق سے اسے لکھا گیا ہے۔ وہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے ؛

نظم

قطرہ ہائے اشکِ خونیں بر شہادت مولوی نعمت اللہ خان

جانِ شیریں فدائے راہِ مولا کردۂ
خویش را در دستِ قصاباں مثالِ گوسفند
اے شہید! اے نازِ قوم ای فخرِ ملت مرحبا
ایں تنِ خاکی نبود آخر حجابِ روئے دوست
رازہائے عشق کاندر سینہ پنہاں داشتی
خوش بود دامن بخوں غلطیدہ نیکن گے رسد

آفریں بادا بریں رسمے کہ پیدا کردۂ
دادۂ وُ ظالماں را خوب رسوا کردۂ
وہ چہ خوش تصدیق الہام مسیحا کردۂ
پارہ پارہ کردۂ ہاں خوش مداوا کردۂ
بر سرِ ہر کوچہ و بازار افشا کردۂ
تا بہ آں چاکِ گریباں کاشکارا کردۂ

ہاں بگو احمدؐ کہ بادا گور نعمت عنبریں
ایں چہ افغانہائے سوزاں بے محابا کردۂ

تیجۂ فکر حضرت صاحبزادہ ... مرزا ... احمد

امیر کابل کی سفاکی کے خلاف اظہار غم و غصہ

امیر کابل کے سفاکانہ قتل کے خلاف مختلف مقامات کی احمدیہ انجمنوں کی طرف سے بذریعہ تار اظہار غم و غصہ کی اطلاعیں پہنچ رہی ہیں۔ جنہیں اخبار میں اس لئے شائع نہیں کیا گیا کہ بظاہر حالات ہمارا اخبار کابل میں پہنچنا اور ظالموں کا اپنے ظلم کے اثر سے آگاہ ہونا مشکل ہے۔ پس احباب اخبار میں درج کرنے کے لئے اس قسم کی اطلاعات نہ بھیجیں۔

انگریزی خوان احباب کا شکریہ

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں انگریزی خوان احمدی احباب سے درخواست کی گئی تھی کہ بڑے بڑے انگریزی اخبارات میں سلسلہ کے متعلق جو کچھ شائع ہو۔ وہ اصل یا اسکی نقل ارسال فرمایا کریں۔ کیونکہ تمام انگریزی اخبار یہاں نہیں آتے۔ خوشی کی بات ہے کہ احباب نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ منصوری سے سید فضل الرحمٰن صاحب نے شملہ سے برادر عبدالرحیم صاحب نے اور دہلی سے بابو عبدالحمید صاحب نے انگریزی اخبارات کے کٹنگ اور نقلیں ارسال فرمائی ہیں۔ جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ بھی یہ اور دوسرے احباب اس بارہ میں شکریہ کا موقعہ دیتے رہینگے ؛

دیگوں کے متعلق تازہ اطلاع

الفضل کے گذشتہ پرچہ میں اطلاع دے چکا ہوں کہ چالیس میں سے دس دیگیں جلسہ سالانہ کے لئے دئے جانے کے متعلق وعدے موصول ہو چکے ہیں۔ اب تازہ تین عدد دیگی اطلاع دیتا ہوا احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اب صرف ۲۷ دیگیں باقی رہ گئی ہیں۔ احباب جلد

الفضل (بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ)
یوم شنبہ۔ قادیان دارالامان۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۴ء

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ٭ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هو الناصر

(قُلۡ اِنَّ صَلَاتِيۡ وَنُسُكِيۡ وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تیسرا مکتوب گرامی

سمندر پار کی آواز

برادران جماعت احمدیہ! زادکم اللہ علما و عرفانا ورفعکم عزا و شانا۔

السَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ کا ایک بھائی پلسنا جہاز کے ایک چھوٹے سے کمرے میں لیٹے لیٹے آپ کا ایک بھائی جو تعلیم میں آپ میں سے ہزاروں سے کم اور عمر میں آپ میں سے سینکڑوں سے چھوٹا تھا۔ مگر خدا نے اپنی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی قوت کے اعلان کے لئے اس کو جماعت کا خلیفہ بنا دیا آپ لوگوں کو یہ خط لکھ رہا ہے۔ لیٹے لیٹے اس لئے کہ ایک تو جہاز کا ڈاکٹر اسے اجازت نہیں دیتا کہ وہ زیادہ اٹھے۔ اور دوسرے چودہ دنوں کے لگاتار دستوں نے اور متواتر فاقوں نے اس میں اتنی ہمت بھی نہیں چھوڑی۔ کہ وہ اٹھ کر خط لکھے

آپ بیتی میں بیت المقدس میں تھا کہ مجھے اسہال آنے شروع ہوئے۔ وہ دوسری تاریخ تھی۔ آج پندرھویں تاریخ ہے۔ ہر قسم کے علاج کئے گئے لیکن ایسا افاقہ جسے افاقہ کہا جا سکے۔ حاصل نہیں ہوا۔ آٹھ سے دس اسہال روزانہ کا تو اکثر معمول رہا ہے۔ اگر بعض دفعہ اسہال کم ہوئے۔ تو فوراً زہر سر کو چڑھ کر طبیعت اور بھی کمزور ہو جاتی تھی۔ اب کل سے اس قدر فرق ہے کہ باوجود اس کے کہ اسہال چار پانچ آتے ہیں۔ زہریلے مادے جسم میں داخل ہو کر سر اور دل پر بد اثر نہیں ڈالتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاز کے ڈاکٹر نے دو دفعہ دن میں انیمہ بتایا ہے یہ تو آپ بیتی ہے۔ اب میں مختصراً سفر کے متعلق کچھ لکھتا ہوں تفصیلاً آپ لوگ دوسرے لوگوں کی رپورٹوں میں پڑھینگے

ضرورت مضمون نویسی وقائع نگاری میرا کام نہیں۔ اور نہ میں ایسی بیماری کی حالت میں ادھر توجہ کر سکتا ہوں۔ کہ اصل مضمون بھی نہ رہ جائے نہ میں ایسے مضامین پر کچھ لکھ سکتا ہوں۔ جن پر بحث کرنے کا مقام شوریٰ کی مجلس ہے۔ نہ کہ اخبارات کے کالم۔ مگر میں ایسے اہم امور پر خود لکھنا چاہتا ہوں۔ جو نہ اخفا چاہتے ہیں۔ اور نہ دوسرے وقائع نگاروں سے متعلق ہیں ٭

اللہ تعالیٰ کا شکر سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے اس وقت تک اس سفر کو نہایت مبارک اور کامیاب بنایا ہے۔ اور میں اس کے فضل سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ اس سے بھی زیادہ کامیاب بنائیگا۔ درحقیقت اس وقت تک جو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ میرے تمام ہمراہیوں کے واہمہ اور خیال سے بہت بڑھ کر ہے۔ ہم میں سے بڑے سے بڑے پرواز کرنیوالے شخص کو بھی اس قدر کامیابی کی امید نہ تھی۔ اور درحقیقت اس کامیابی کو دیکھ کر ہر ایک شخص انگشت بدندان تھا۔ میرے لئے تو وہ سرتاپا معجزہ تھی۔ کیونکہ میں قبل از وقت امیدیں لگانے کا عادی نہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے روکتا ہوں

مصری علماء کی مخالفت پورٹ سعید سے اتر کر میں نے مناسب سمجھا۔ کہ شام جانے سے پہلے دو دن کے لئے قاہرہ ہو آویں۔ عزیزم شیخ محمود نے اخبارات کے ایڈیٹروں کو آمد کی خبر دیدی تھی۔ مگر سوائے دو تین اخبارات کے کسی نے اس خبر کو نہ چھاپا۔ جس کی وجہ وہ مخالفت ہے۔ جو مصری علماء کے دلوں میں ہماری نسبت پیدا ہو رہی ہے۔ وہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ سب سے بڑھ کر اسلامی ترقی کا مرکز بننے کا ہمارا حق ہے۔ ازہر کے سوا ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اور واقع میں علوم ظاہری میں سب دنیا میں اب ازہر ہی لے دے کر مسلمانوں کے پاس ہے۔ اور اسی وجہ سے شام فلسطین عراق۔ ایران اور عرب اسی کی طرف نگاہ رکھتے ہیں اگر کوئی مامور خدا تعالیٰ کی طرف سے آ گیا ہے۔ تو ازہر اپنی عزت کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ ازہریوں کے ذہن میں یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ نبی ذلیل کرنے نہیں۔ بلکہ لوگوں کو معزز بنانے کے لئے آتے ہیں۔ مگر یہ عقل ان کو کون دے۔ اور جب تک یہ عقل ان میں پیدا نہ ہو۔ ان کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک کہ یہ بات ان کی سمجھ میں آوے ان کی طرف سے مخالفت ضروری ہے ٭

یورپین تہذیب کی تباہی اور مصر ہم قاہرہ میں صرف دو دن ٹھہرے اور قاہرہ بمبئی سے بڑا شہر ہے مغربی تعریف جو تہذیب کی ہے اس کے لحاظ سے ہندوستانی شہروں سے تہذیب میں بدرجہا بڑھ کر ہے۔ ساری دنیا کے آدمی اس میں ملتے ہیں۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ ایشیاء اس میں اس طرح جمع ہیں۔ جس طرح ناف میں پیٹ کی چاروں طرفیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور اس وجہ سے وہاں کے لوگوں کے اخلاق پر مغربی تعلیم کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ میرے نزدیک "مصر مسلمانوں کا بچہ ہے۔ جسے یورپ نے اپنے گھر میں پالا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے اخلاق کو خراب کرے۔" مگر میرا دل کہتا ہے۔ اور جب سے میں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے۔ میں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں۔ اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں۔ کہ یورپین فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے اور اب میں اسی بنا پر کہتا ہوں کہ "مگر یورپ نے اس امر میں ایسا ہی دھوکا کھایا ہے۔ جیسا کہ فرعون نے۔ مصر جب خدا تعالیٰ کی تربیت میں آ جائیگا۔ تو وہ اسی طرح یورپین تہذیب کے مخرب اخلاق حصوں کو توڑنے میں کامیاب ہوگا۔ جس طرح حضرت موسیٰ فرعون کی تباہی میں۔" بے شک اسوقت یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر جو زندہ رہینگے۔ وہ دیکھیں گے۔

قاہرہ میں کام کی تقسیم میں نے قاہرہ پہنچتے ہی ملک مصر کا دارالخلافہ

اور عام طور پر لوگوں میں مصر کے نام سے مشہور ہے۔ اس بات کا اندازہ لگاکر کہ وقت کم ہے۔ اور کام زیادہ ساتھیوں کو تین حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک حصہ اخبارات وجرائد کے مدیروں کے ملنے میں مشغول ہوا۔ اور دوسرا پاسپورٹوں اور ڈاک کے متعلق کام میں لگ گیا۔ تیسرا سفر کی بعض ضرورتوں کے مہیا کرنے میں۔

قاہرہ میں گرانی قاہرہ نہایت گراں شہر ہے۔ تین بچوں کے تانے خراب تھے۔ ان کے درست کرانے پر ستر۷۰ روپیہ لگے۔ ہندوستان میں ایک روپیہ سے زائد غالباً نہ لگتا۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہاں کا تمدن بالکل یورپ کی طرح کا ہے۔ اور اگر ہم یہاں مضبوط مشن قائم کریں۔ تو اس پر اسی قدر خرچ ہوگا۔ جیسا کہ یورپین بلاد کے مشنوں پر۔ ریل کا قلی سارے ملک مصر میں بلکہ فلسطین اور شام میں بھی پانچ آنے فی بکس ریل سے اتار دینے کے لیتا ہے۔ ہمارے ملک میں دو پیسے تھے۔ اب سُنا ہے ایک آنہ ہوگیا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دو پیسہ پر بھی اٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہاں پانچ آنے لیکر بھی بخشیش کا سوال درمیان ہی میں رہتا ہے۔ مگر ایسا نہ ہو۔ کوئی صاحب اس بات کو پڑھ کر ادھر کا رُخ کر بیٹھیں کہ یہ مزدوری اچھی ہے۔ بیشک مزدوری اچھی ہے۔ مگر صرف انہی ملکوں کے باشندوں کے لئے۔ ہندوستانی غربا یہاں بہت تنگ حال ہیں۔ اور انکو مزدوری نہیں دی جاتی۔ ادھر ادھر لوگوں کے ساتھ پھر کر گذارہ کر لیتے ہیں۔ اور ہندوستان کے لئے موجب عار ہیں۔ ایک فن کا آدمی میرے نزدیک یہاں کما سکتا ہے۔ اور وہ دھوبی ہے۔ یہاں کے لوگ ہندوستانی دھوبیوں کا فن نہیں جانتے۔ بھٹی کا طریق رائج نہیں۔ سوائے انگریزی کارخانوں کے۔ دھلائی پانچ آنے سے آٹھ آنے تک قمیص پاجامے کی قسم کے کپڑوں کی ہے۔ کوٹ وغیرہ کی اور بھی زیادہ غلاصہ یہ کہ یہ علاقے تبلیغ کے لئے بہت روپیہ چاہتے ہیں مگر اسی طرح جب ان میں تبلیغ کامیاب ہوجائے۔ تو اشاعت اسلام کے لئے ان سے مدد بھی بہت کچھ مل سکتی ہے۔ اور یورپ سے تبلیغ یہاں آسان ہے۔ کیونکہ اسلام کی طرف منسوب ہیں۔ اور اسلام سے محبت [illegible]

مصر کی پارٹیاں میں لکھ چکا ہوں کہ [illegible] بعض دوستوں کو اخبارات کے ایڈیٹروں کے پاس ملنے کے لئے بھیجا تھا۔ مصر میں تین پارٹیاں ہیں۔ ایک سعید زغلول پاشا کی۔ جو موجودہ وزیر اعظم ہیں۔ ایک وطنیوں کی۔ اور ایک حزب الاحرار کی۔ ان میں سے وطنی جن کے لیڈر عبدالعزیز شاہ ویش ہیں۔ جو سعید زغلول پاشا کے قتل کی سازش کی تحقیقات کی ضمن میں قید ہیں۔ ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اخبار اللواء کی یادگار ہیں جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی تھی اور جس کے جواب میں آپ نے الہدیٰ لکھی تھی۔ انکی پارٹی پہلے سب سے طاقتور تھی۔ اب بہت کمزور ہے۔ دوسری پارٹیوں کو بحیثیت پارٹی ہم سے مخالفت نہیں۔ مگر عوام کی آواز کی اتباع سب اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ مسیحی اخبار بھی کیونکہ بغیر اسکے بکری ناممکن ہے۔

اخبارات کی طرف سے مدد کا وعدہ جن اخبار نویسوں سے ہمارے دوست ملے انہوں نے آئندہ ہر طرح مدد کرنے کا وعدہ کیا حتیٰ کہ وطنی اخباروں نے بھی۔ بلکہ بعض نے مضامین بھی لکھے ہیں۔ خصوصاً مسیحی اخبار مقطم اور انگریزی اخبار ایجپشن گزٹ کے ایڈیٹروں نے تو خاص طور پر وعدہ کیا اور مضمون لکھے بھی۔ اُمید ہے آئندہ ان اخبارات میں سلسلہ کا ذکر ہوتا رہیگا۔ اور مخالف اخبارات کا جواب دینے کے لئے موافق اخبارات بھی موجود رہینگے۔

(یہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے یہ مضمون رقم فرمایا ہے۔ اور اس سے اگلا حصہ مضمون حضور بولتے گئے۔ اور مکرم بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی لکھتے گئے۔ ایڈیٹر)

ازہر کی خلافت کمیٹی سے ملاقات علاوہ مذکورہ بالا لوگوں کے جن سے ملنے ہمارے لوگ خود جاتے رہے۔ بعض لوگ گھر پر بھی ملنے آتے رہے۔ چنانچہ جامع ازہر کے ماتحت جو خلافت کمیٹی بنی ہے۔ اور جس کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ سال مارچ میں ایک عظیم الشان جلسہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا کرکے اسمیں یہ فیصلہ کرے کہ کون شخص خلیفہ ہونا چاہیئے۔ اس انجمن کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری اور بعض اور دوسرے لوگ ملنے کے لئے آئے۔ اور خلافت کے متعلق تذکرہ کرتے رہے۔ ہم نے جہاں تک ہوسکا۔ ان کو ہندوستانی لوگوں کے خیالات بتادیئے۔ اور اپنی بے تعلقی کا بھی ذکر کردیا۔ مگر وہ لوگ اپنے خیالات میں کچھ ایسے منہمک تھے۔ کہ باوجود اچھی طرح سمجھا دینے کے پھر بھی جو خیالات کہ ہم نے دوسرے مسلمان فرقوں کی طرف منسوب کرکے بیان کئے تھے۔ انہوں نے ہماری طرف انکو منسوب کرکے اخبارات میں شائع کرادیا۔ دوسرے دن پھر وہی لوگ ملنے آئے۔ مگر میں گھر پر نہ تھا۔ یہ جماعت ازہر کے ماتحت کام کررہی ہے۔ اسواسطے نیم سرکاری ہی سمجھنی چاہیئے۔ اس کے بعد مصر کے ایک مشہور

مصر کے ایک مشہور صوفی صوفی سید ابوالعزائم صاحب ملنے کو آئے۔ یہ صاحب مصر کے بہت بڑے پیر ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ایک لاکھ سے زیادہ ان کے مرید ہیں۔ زبان نہایت ہی صاف ہے۔ اور نہایت بے تکلفی سے فصیح عربی بولتے ہیں۔ مغربی بلاد سے ہجرت کرکے مصر میں آئے تھے۔ کچھ دن یہیں بیٹھ کر تعلیم و تدریس کا کام شروع کیا۔ بعض امور پر ناراض ہوکر حکومت برطانیہ کے قائم مقاموں نے ان کو قاہرہ میں نظر بند کردیا۔ اور اب وہ دوسرے فریق کے رئیس اور سردار ہیں۔ کہ وہ بھی خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک اجلاس عام کا محرک و مؤید ہے۔

خلیفہ کی تعیین اور مسلمانان ہند کی طرف نظر جہاں تک باتوں سے معلوم ہوتا ہے دونو فریق اپنے دل میں کسی نہ کسی شخص کی تعیین کرچکے ہیں۔ جس کی تائید وہ اس جلسہ میں جمع ہونیوالے لوگوں سے کروانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتے تاکہ دوسرے مسلمان علیحدہ نہ ہوجائیں۔ بہرحال اتنی بات ثابت ہے۔ کہ ایک فریق ملک فواد والئے مصر کی خلافت کا خواہاں ہے۔ اور دوسرا فریق اس امر میں ان کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف دونو جماعتوں کی نگاہ ہے۔ میرے نزدیک یہ دونو فریق ہی ایک غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں سیاسی امور میں کبھی کوئی قوم ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہوسکتی۔ جب تک فی الواقع اس کی زیر حکومت نہ ہو۔ مختلف حکومتوں کے ماتحت رہنا اور ایک شخص کے ہاتھ پر سیاسی طور پر جمع ہوجانا ایک احمقانہ خیال ہے۔ جو کبھی پورا نہیں ہوسکتا۔

مسلمان صرف روحانی خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہوسکتے ہیں آج اگر ایک ہاتھ پر مسلمان جمع ہوسکتے ہیں تو صرف روحانی خلیفہ کے ہاتھ پر۔ کیونکہ اس کے ہاتھ پر جمع ہونے سے کوئی حکومت مانع نہیں ہوگی یا کم از کم اس کو منع کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اور اگر منع کریگی تو سب دنیا میں ظالم کہلائیگی۔ سیاسی معاملات کا حال بالکل الگ ہے۔ کوئی حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اور ہر حکومت حق بجانب ہوگی۔ اگر وہ اجازت نہ دے کہ اسکی رعایا کسی دوسرے شخص کی سیاسی امور میں فرمانبرداری کرنے کا عہد کرے درانحالیکہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر اس کی رعایا مجتمع ہو اس کے قبضہ سے باہر اور اس کے تصرف سے الگ ہو۔

دو اور معززین کا ملاقات کے لئے آنا

علاوہ ان لوگوں کے دو اور معزز آدمی بھی ملنے کے لئے آئے۔ لیکن افسوس کہ بوجہ باہر ہونے کے مجھے ان سے ملنے کا موقع نہ ملا۔ ان میں سے ایک تو ترکی رئیس تھے۔ جو اپنا ملک چھوڑ کر اس لئے مصر میں آئے تھے۔ کہ وہاں عربی علوم کی خدمت کروں گا۔ اور کوئی دینی خدمت کرسکوں گا۔ میں نے ان کے گھر پر بھی بعض دوستوں کو ملنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے سلسلہ سے بہت ہی ہمدردی ظاہر کی۔ اور سلسلہ پر غور کرنے اور ہر طرح سے امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے شکایت کی۔ کہ مصر میں آکر پہلی عربی بھی بھول گیا۔ اور دین تو یہاں نظر ہی نہیں آتا۔

دوسرے صاحب ایک وکیل تھے۔ ان کے گھر پر بھی میں نے اپنے بعض ساتھیوں کو بھیجا۔ انہوں نے بہت ہی افسوس کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ میں تین گھنٹے مکان پر انتظار میں بیٹھا رہا۔ مگر ملاقات کا موقع نہ ملا۔ اور مصریوں کی حالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی خواہش کی۔ کہ مصر میں احمدیہ مشن کو مضبوط کیا جائے۔ اور یورپ کو مسلمان بنانے کی بجائے مصر کو یورپ کے پیچھے جانے سے بچانے کی کوشش پر زیادہ زور دیا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ اگر واپسی پر مصر میں قیام کا موقع ملے۔ تو میں اپنے دوستوں کو جمع کرکے آپ کے امام کو دعوت دوں گا۔ اور ہم لوگ ملکر اسلامی روح کی مصر میں اشاعت کی کوشش کرینگے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ میں احمدیت کے مسائل سے بہت متفق ہو چکا ہوں۔ غالباً آپ لوگوں کی ولایت سے واپسی تک میں بیعت میں شامل ہو جاؤں گا۔

چونکہ گرمی کا موسم ہے۔ تمام عمائد اور علماء ملک کے ٹھنڈے علاقوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ اس لئے اور زیادہ لوگوں سے ملنے کا موقع نہیں مل سکتا تھا۔

مصر کے احمدی

مجھے جو مصر میں سب سے زیادہ خوشی ہوئی وہ وہاں کے احمدیوں کی ملاقات کے نتیجہ میں تھی۔ تین مصری احمدی مجھے ملے۔ اور تینوں نہایت ہی مخلص تھے۔ دو ازہر کے تعلیم یافتہ اور ایک علوم جدیدہ کی تعلیم کی تحصیل کرنے والے دوست۔ تینوں نہایت ہی مخلص اور جوشیلے تھے۔ اور ان کے اخلاص اور جوش کی کیفیت کو دیکھکر دل رقت سے بھر جاتا تھا۔ تینوں نے نہایت درد دل سے اس بات کی خواہش کی۔ کہ مصر کے کام کو مضبوط کیا جائے۔

ایک مصلح کے امیدوار بدوی

ایک بات عجیب طور پر وہاں معلوم ہوئی۔ اور وہ یہ کہ قاہرہ کے ارد گرد کے بدوی علاقے نہایت ہی تڑپ کے ساتھ ایک مصلح کے امیدوار ہیں۔ بعض لوگوں نے جب سلسلہ کے حالات سنے۔ تو خواہش کی کہ اگر ہمارے علاقہ میں کوئی آدمی پندرہ بیس روز بھی آکر رہے۔ تو ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہونے کو تیار ہیں۔

بیت المقدس میں قیام

دو دن کے قیام کے بعد ہم دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر چونکہ راستہ میں بیت المقدس پڑتا تھا۔ مقامات انبیاء کے دیکھے بغیر آگے جانا مناسب نہ سمجھا۔ اور دو دن کے لئے وہاں ٹھیر گئے۔ بوجہ کثرت زائرین کے اس شہر کا اکثر حصہ ستوبیوں اور خادموں سے بھرا ہوا ہے۔ بڑے سے بڑے آدمی کو دیکھکر شبہ رہتا ہے۔ کہ کہیں اس کی غرض مانگنا ہی تو نہیں۔

یہودیوں کی قابل رحم حالت

یہودی قوم کی قابل رحم حالت جو یہاں نظر آتی ہے۔ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ بیت المقدس کا سب سے بڑا معبد جسے پہلے مسیحیوں نے یہودیوں سے چھین لیا تھا اور بعد میں مسیحیوں سے چھین کر مسلمانوں نے اسے مسجد بنا دیا۔ اس کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر ہفتہ میں دو دن برابر دو ہزار سال سے یہودی روتے چلے آتے ہیں جس دن ہم اس جگہ کو دیکھنے کے لئے گئے۔ وہ دن اتفاق سے ان کے رونے کا تھا۔ عورتوں اور مردوں۔ بوڑھوں اور بچوں کا دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر بائیبل کی دعائیں پڑھ پڑھ کر اظہار عجز کرنا۔ ایک نہایت ہی افسردہ کن نظارہ تھا چھوٹے چھوٹے بچے بلک بلک کر دیوار سے چمٹ رہے تھے۔ اور بالکل یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی تازہ وفات یافتہ عزیز کی قبر کو کوئی فارغ الصبر چمٹتا ہو ایک دس بارہ سالہ لڑکی کو میں نے دیکھا۔ وہ دیوار کے ساتھ چمٹی چلی جاتی تھی۔ اور اپنی گالوں کو اس کی مٹی سے ملتی تھی۔ اور دو اینٹوں کے درمیان ایک سوراخ تھا۔ اس کے اندر وہ اپنی ناک کو گھسیڑ دیتی تھی۔ اور پھر یوں دیوار سے چمٹ جاتی تھی۔ کہ گویا چاہتی تھی۔ کہ زندہ ہی اس دیوار کے اندر گھس جائے۔ مجھ پر اس نظارہ کو دیکھکر بہت ہی گہرا اثر ہوا۔ اور میرے دل نے محسوس کیا۔ کہ یہ لوگ اس بات کے حقدار ہیں۔ کہ اس پرانے معبد کی زمین کا ایک حصہ ان کو بھی دیا جائے۔ تا وہ اس جگہ اپنا معبد بنا کر اپنے طریق پر خدا کی عبادت کرسکیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ ایک اور چیز میرے دل کو بے چین کر رہی تھی۔ کہ ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا انکار کرکے اپنے آپ کو مثیل یہود بنا لیا۔ عالم تصور میں ان کے جرموں کی سزا کا خیال کرکے بھی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور میرا دل رحم سے پسیج جاتا تھا۔ مگر افسوس کہ خود اس قوم کو جو خدا کے غضب کو بھڑکا رہی ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی فکر نہیں۔ اور وہ نہایت اطمینان سے اپنی حالت پر قناعت کئے بیٹھی ہے۔

بیت المقدس کے قابل دید مقام

بیت المقدس کی جگہوں میں سے مندرجہ ذیل مقامات قابل ذکر ہیں۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحاقؑ۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی قبور اور وہ مقام جہاں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی۔ اور بعد میں اس کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے مقامات جو اختلافی اور ان کی صلیب کا مقام جو وہ بھی اختلافی ہے۔ وہ جگہ جہاں یہودی عالموں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ وہ مقام جہاں پیلاطوس عدالت کرتا تھا۔ وہ مقام جہاں سے کھڑے ہو کر اس نے ان کی صلیب کا حکم سنایا۔ اور اپنی برأت کا اظہار کیا۔ اور پھر وہ جبل زیتون جس پر چڑھ کر بزعم مسیحیاں وہ آسمان کی طرف اڑ گئے۔

فلسطین میں یہودیوں کی نئی آبادی

بیت المقدس اس وقت فلسطین کا دار الخلافہ ہے۔ اور فلسطین جنگ عظیم کے بعد انگریزی حکومت کے ماتحت اس شرط پر کیا گیا ہے۔ کہ وہ اس ملک کو کچھ عرصہ کے اندر خود مختارانہ حکومت کرنے کے قابل بنا دیں۔ چونکہ ایام جنگ میں یہودیوں نے برطانیہ کی بہت مدد کی تھی۔ اور مختلف طرزوں میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ مسٹر بلیفوڈ نے جو دوران جنگ میں اہم عہدہ ہائے وزارت پر فائز رہے ہیں۔ وزارت خارجیہ کے زمانے میں یہودیوں سے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ کہ جنگ کے فتح ہونے پر وہ ان کے فلسطین میں آباد ہونے کے لئے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہونچائیں گے۔ اور یہودیوں کی اس امر میں مدد کرینگے۔ کہ وہ فلسطین میں جو ان کا آبائی ملک ہے۔ کثرت کے ساتھ آباد ہو سکیں۔ اس وعدہ کے پورا کرنے کیلئے برطانیہ نے جنگ کے خاتمہ پر سر ہربرٹ سموئیل کو جو یہودی النسل اور یہودی المذہب ہیں۔ لیکن انگلستان کے باشندے ہیں۔ فلسطین کا گورنر مقرر کیا۔ اور مسٹر بلیفوڈ کا وعدہ پورا کرنے کی بھی تاکید کی۔

مسلمانوں اور مسیحیوں کو یہ بات ناگوار گذری۔ اور ملک کی اکثر آبادی انہی دونوں قوموں کا مجموعہ ہے۔ اسی فی صدی کے قریب مسلمان ہیں۔ ۱۰ فی صدی کے قریب عیـ

دو تین فی صدی کے قریب یہودی ہوں گے۔ مگر باوجود مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخالفت کے یہودیوں کو فلسطین میں بسانے کے لئے حکومت برطانیہ نے پوری سعی کی۔ اور اب یہودیوں کی آبادی ۱۰ فیصدی کے قریب ہو گئی ہے۔ ۷۰ ہزار کے قریب آکر یہودی نئے بسے ہیں۔ یہودی چونکہ بڑے بڑے مالدار ہیں۔ انہوں نے کروڑوں روپیہ چندہ کر کے فلسطین میں جائدادیں خریدی ہیں۔ اور غریب یہودیوں کو وہاں لا لا کر بسا رہے ہیں۔ زمین مفت دیتے ہیں۔ اور کام چلانے کے لئے روپیہ دیتے ہیں۔ اور پھر اس روپیہ کو قسطوار وصول کر لیتے ہیں۔ اس طرح سے غرباء کے اس ملک میں آباد ہونے اور ترقی کرنے کا بہت عمدہ موقع ہے۔ مگر چونکہ امراء جو کہ لاکھوں کروڑوں روپیہ امریکہ اور یورپ میں کما رہے ہیں۔ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور غرباء جو اس جگہ بسائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔ جن کی غربت کی وجہ ان کی بیچارگی نہیں۔ بلکہ ان کی سستی ہے۔ اس لئے یہ سکیم جیسی کہ امید تھی۔ کامیاب ثابت نہیں ہوئی اور کئی یہودی خاندان واپس جا رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ریلوں میں یہودی ہی یہودی نظر آتے ہیں۔ سٹیشنوں پر یہودی ہی یہودی نظر آتے ہیں۔ اور بقیہ نوے فیصدی آبادی کا پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں ہے۔ صرف جب انسان شہروں اور قصبوں میں گھستا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے۔ مسلمان اور عیسائی یہودیوں کی اس جدوجہد کے مقابلہ میں بہت سخت کوشش کر رہے ہیں۔ اور بظاہر متفق ہیں۔ ان کی کوششوں کو اکسانے والی ایک یہ بات بھی ہے۔ کہ حکومت کے عہدوں پر عام طور پر یہودی قابض ہیں۔ مسلمان تو بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ ہاں عیسائی کسی قدر ہیں۔ مسلمانوں کے حصے میں صرف پولیس۔ فوج اور جیل خانہ ہی ہے؛

یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کی کوششیں

میں نے جہاں تک غور کیا ہے عیسائیوں کا مسلمانوں سے اتفاق حقیقی اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ یہودیوں کے ہاتھ جو زمینیں بیچی ہیں۔ وہ عیسائیوں نے بیچی ہیں۔ مسلمانوں اور عیسائیوں نے حکومت کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ اور ایک پارلیمنٹ کی شکل کی ایک مجلس بنائی ہوئی ہے۔ جو تمام ایسے کاموں کو جن میں حکومت کا دخل نہیں۔ خود سرانجام دیتی ہے۔ اور گویا حکومت کے اندر ایک دوسری حکومت انہوں نے بنائی۔ اکثر وہاں کے بڑے بڑے لیڈروں سے میں ملا ہوں۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر میرے نزدیک ان کی یہ رائے غلط ہے۔ یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور جو ناکامی اس وقت تک ان کو ہوئی ہے وہ ان کے ارادے میں تزلزل پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اور زیادہ تر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ کام ان کے لئے بالکل نیا تھا۔ یہودی تجارت پیشہ ہیں۔ ان کیلئے بستیوں کا آباد کرنا اور زراعت کروانا بالکل ایک نئی بات ہے۔ پس پہلی کوشش میں اگر ان کو کچھ ناکامی ہوئی ہے۔ تو قابل تعجب نہیں۔ اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے پس میرے نزدیک مسلمان رؤسا کا یہ اطمینان بالآخر ان کی تباہی کا موجب ہوگا؛

مسلمانان فلسطین کو مشورہ

جہاں تک میرا خیال ہے۔ مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے ایک ایسا سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ جس سے یہودیوں کو اس ملک میں بسنے کا بھی موقع مل جائے۔ اور مسلمانوں کی برتری بھی ہمیشہ کے لئے قائم رہ جائے۔ میں نے اس امر کے لئے ایک سکیم سوچی ہے۔ مگر اس کا اس جگہ پر بیان کرنا اصل مضمون سے باہر جانا ہے۔ اس وجہ سے میں اس کو یہاں بیان نہیں کرتا؛

فلسطین کے ہائی کمشنر سے ملاقات

فلسطین کے گورنر ہائی کمشنر کہلاتے ہیں۔ اصل ہائی کمشنر آج کل ولایت گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ سر گلبرٹ کلیٹن کام کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملا تھا۔ ایک گھنٹہ تک ان سے ملکی معاملات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ وہ انگریزی النسل ہیں اور مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ انہوں نے آیندہ ملک کی ترقی کے متعلق جو سکیم تیار کی ہے۔ وہ میرے نزدیک بہت ہی مفید ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وہ جلدی ملازمت سے ریٹائر ہونا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ ان کے بعد دوسرے لوگ اس سکیم کو عمدگی سے نہ چلا سکیں۔

مسلمانوں کو عام طور پر شکایت تھی۔ کہ تعلیمی معاملات میں ہمیں آزادی نہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ان سے گفتگو کی۔ اور انہوں نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسلمانوں کی یہ شکایت ایک حد تک بجا ہے مجھے بتایا۔ کہ ایک دن پہلے ہی انہوں نے ایک تجویز وزارت برطانیہ کے غور کے لئے بھیجی ہے۔ جس میں انہوں نے چاہا ہے۔ کہ ایک سب کمیٹی بنا دی جائے۔ جس کو تعلیمی معاملات میں بہت کچھ اختیارات دیدیئے جائیں؛

سر کلیٹن صاحب کو پہلی ملاقات میں ہمارے سلسلہ سے بھی بہت سی دلچسپی ہو گئی۔ اور گو ہم نے دوسرے دن روانہ ہونا تھا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا۔ کہ ڈیڑھ بجے ہم ان کیساتھ کھانا کھائیں۔ چنانچہ ڈیڑھ گھنٹہ تک دوسرے دن بھی ان کے ساتھ گفتگو رہی۔ اور فلسطین کی حالت کے متعلق بہت سی معلومات مجھے ان سے حاصل ہوئیں؛

حیفا میں شوقی آفندی کا مکان وغیرہ

فلسطین سے چل کر ہم حیفا آئے۔ جہاں سے کہ دمشق کے لئے گاڑی بدلتی ہے۔ رات حیفا میں ٹھیرنا پڑا چونکہ دس بجے صبح سے پہلے کوئی گاڑی نہ جاتی تھی صبح گاڑی لیکر میں سیر کے لئے گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ بہائیوں کے لیڈر مسٹر شوقی آفندی عکہ کو چھوڑ کر حیفا میں آن بسے ہیں۔ اور گویا کہ وہ سب حدیثیں جو عکہ کی زیارت کیمتعلق سنائی جاتی تھیں۔ ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ ہم ایک سڑک پر آ رہے تھے۔ ہمیں معلوم ہوا۔ کہ اس کے پاس چند قدم پر ہی مرزا عباس علی صاحب عرف عبدالبہا کا مکان ہے۔ میں نے پہلے پڑھا ہوا تھا۔ کہ کسی امریکن نے ایک مکان ان کو دیا ہوا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ مرزا عباس علی صاحب بھی اکثر اوقات حیفا میں ٹھیرا کرتے ہیں۔ اور عکہ کا صرف نام ہی تھا۔ میرے بعض ساتھیوں نے شوق ظاہر کیا۔ کہ وہ مکان پر جا کر ان لوگوں میں سے بعض سے ملاقات کریں۔ چنانچہ مولوی رحیم بخش صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں شریف احمد صاحب مکان دیکھنے کو چلے گئے؛

شوقی آفندی تو وہاں موجود نہ تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی اور بعض اور رشتہ دار نیچے موجود تھے۔ گھر پر ایک دو نوکروں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ نہ کوئی علماء کی جماعت تھی نہ انتظام تھا۔ جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ انبیاء کی پیشگوئیاں پوری کرنے کے لئے وہاں کوئی سامان موجود رکھا گیا ہے۔ کہ زائرین آئیں اور فائدہ حاصل کریں۔ معلوم ہوا۔ کہ شوقی آفندی اکثر حصہ اوقات کا یورپ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے لئے آکر حیفا میں ٹھیرتے ہیں عکہ کی زیارت کا ان کو بہت ہی کم موقع ملتا ہے؛

مرزا عباس علی صاحب عرف عبدالبہا کی قبر بھی حیفا میں ہے۔ شوقی آفندی صاحب سیاہ پتھروں کا ایک نیا مکان بنوا رہے ہیں۔ جس کے تعمیر ہونے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے نانا کا مکان چھوڑ کر اس میں بود و باش اختیار کرینگے۔

بہائیوں کی حیفا اور عکہ میں تعداد

شوقی آفندی کے والد زندہ ہیں۔

مگر وہ مکان پر ہمارے آدمیوں کو نہیں ملے۔ کسی نوکر نے بتایا تھا۔ کہ وہ پاس کے کمرے میں ہیں۔ میاں شریف احمد صاحب نے شوکی آفندی کے چھوٹے بھائی اور مکان کی تصویر لے لی۔ باوجود عرب میں رہنے کے ان لوگوں کی زبان زیادہ تر فارسی ہی ہے۔ شہر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سارے حیفا میں کوئی بیس کے قریب بہائی ہیں۔ اور کچھ پچیس تیس عکہ میں ہیں۔ یہ بھی لوگوں نے بتایا۔ کہ مرزا عباس علی صاحب جمعہ کی نماز مسلمانوں کے ساتھ ملکر پڑھا کرتے تھے۔ اور لوگ لطیفہ کے طور پر ذکر کرتے تھے۔ کہ بہائی لوگ جب نماز کے موقعہ پر مسلمانوں میں گھر جائیں تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مگر کبھی ان کو وضو کرتے نہیں دیکھا۔ شوکی آفندی صاحب کے مکان کے دیکھنے سے طبیعت پر یہی اثر پڑتا ہے۔ کہ بہائی لیڈر ایرانی گدیوں کے نقش قدم پر ہے۔ انکی ذات کے باہر کوئی ایسا انتظام نہیں ہے۔ جسکے ذریعہ سے قوم کی علمی اخلاقی اور مجلسی تربیت کا انتظام کیا جاوے۔

شوکی آفندی کا باپ

جب ہم سٹیشن پر آئے۔ تو دو صاحب ایرانی شکل وشباہت کے ہمارا پتہ پوچھتے ہوئے پہونچے۔ ان میں سے ایک کی نسبت لوگوں نے بتایا کہ شوکی آفندی کے باپ ہیں۔ انہوں نے ہمارے بعض ساتھیوں سے معلوم کیا۔ کہ ہمارے مکان پر کون لوگ گئے تھے۔ میں نے معلوم کیا۔ تو پتہ لگا۔ مولوی رحیم بخش صاحب جو گئے تھے انکو کہدیا کہ آپ انسے کہہ دیں۔ کہ میں آپ کے مکان پر گیا تھا۔ مگر باوجود ان کے بتانے کے وہ میرے پاس آئے۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا آپ میرے مکان پر گئے تھے۔ جب میں نے بتایا۔ کہ میں نہیں گیا تھا۔ بلکہ میرے ساتھیوں میں سے اور شخص گیا تھا۔ تو انہوں نے چاہا کہ ہم لوگ وہاں ٹھیریں۔ لیکن میں نے ان کو بتایا۔ کہ ہمارا پروگرام مقرر ہو چکا ہے۔ اور ہم معذور ہیں۔ ٹھیر نہیں سکتے۔ اتنے میں ریل کے چلنے کا وقت ہو گیا۔ اور میں سٹیشن میں داخل ہو گیا۔

عکہ کا ملاحظہ

دمشق سے واپسی کے وقت میں نے ارادہ کیا کہ عکہ کو بھی دیکھتے چلیں۔ چونکہ بیروت سے حیفا تک ریل نہیں ہے۔ ہمیں دمشق سے آتے ہوئے وہ سفر موٹروں میں کرنا پڑا۔ موٹر کرایہ کرتے وقت ہم نے موٹر کمپنی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایک گھنٹہ تک ہم عکہ میں ضرور ٹھیرینگے کیونکہ ہمیں وہاں کام ہے۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب ہم عکہ پہونچے۔ کیونکہ جب ہم نے لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ بہائیوں کا مرکز کہاں ہے۔ تو سب لوگ حیرت سے ہمارا منہ دیکھنے لگے۔ کہ عکہ میں بہائی کہاں۔ آخر بڑی مشکل سے معلوم ہوا کہ بہائی اس علاقہ میں بہائیت کے نام سے نہیں۔ بلکہ عجمیت کے نام سے مشہور ہیں۔

بہائیوں کا مرکز

مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ کوئی بہائی بھی عکہ میں نہیں رہتے۔ بلکہ عکہ سے تین چار میل پرے ایک گاؤں ہے جس کا نام منشیا ہے۔ اس میں رہتے ہیں۔ اور خود اس علاقہ کا نام جس میں وہ لوگ رہتے ہیں بہجہ ہے۔

جب ہم نے وہاں جانا چاہا۔ تو موٹر والوں نے انکار کر دیا اور کہنے لگے۔ کہ ہم سے اقرار عکہ کا تھا۔ ہم آپ کو عکہ لے آئے ہیں۔ دوسرے گاؤں میں ہم نہیں جا سکتے۔ کیونکہ وہ یہاں سے دس میل پر ہے۔ آخر ان کو انعام کے وعدے سے راضی کیا۔ ایک نوجوان عکہ کا رہبر بنا۔ اور بہائیوں کے مرکز کی طرف روانہ ہوئے۔

موٹر دس بارہ منٹ میں وہاں پہونچے۔ پیدل کا راستہ جیسا کہ عکہ کے لوگوں نے بھی بیان کیا۔ اور خود بہائیوں نے بھی تسلیم کیا۔ آدھ گھنٹہ سے کم کا نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ مقام عکہ سے اتنے فاصلہ پر ہے۔ جتنی قادیان سے نہر۔ اگر اتنے کے گاؤں میں رہنے والے آدمی قادیان کے باشندے کہلا سکتے ہیں۔ تو منشیا کے رہنے والے بھی عکہ کے باشندے کہلا سکتے ہیں۔ اور اگر تین میل فاصلے کے گاؤں میں بسنے والے آدمی دنیا میں کبھی بھی کسی دوسرے گاؤں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ تو بے شک بہائیوں کا مرکز بھی عکہ کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو بہائیوں کا یہ دعوے کہ ان کا مرکز عکہ میں ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس اور خلاف واقعہ دعوے ہے۔

مجھے نہایت ہی تعجب ہوا۔ کہ کس دلیری کے ساتھ بہائی لوگ عکہ کے متعلق جو روایات ہیں۔ ان کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔ شروع میں چند سال مرزا حسین علی صاحب معروف بہ بہاء اللہ عکہ میں نظر بند رکھے گئے تھے۔ لیکن کچھ ہی سال کے بعد ترکی گورنمنٹ نے ان کے لئے آزادی دیدی تھی اور ان کو کسی دوسری جگہ میں رہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ انہوں نے بہجہ کو پسند کر لیا۔ اور وہیں وہ رہے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ اور وہیں وہ دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہجہ میں ہے۔ نہ کہ عکہ میں۔ اور جس مکان میں وہ فوت ہوئے۔ وہ بھی بہجہ میں ہے۔ ان کے بعد مرزا عباس علی صاحب کچھ دنوں کے لئے عکہ میں جا کر رہے۔ گو باقی سارا خاندان بہجہ میں ہی رہا۔ پھر مرزا عباس علی صاحب بھی حیفا چلے گئے۔ عکہ میں صرف دو بہائی ہیں۔ اور کوئی دو سو گھر کی آبادی کا گاؤں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بڑے شہروں کے پاس کے گاؤں بھی انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ دو سو گھر کی آبادی کا گاؤں کبھی بھی یہ حق نہیں رکھتا۔ کہ اس کی طرف تین چار میل کے فاصلہ کے ایک گاؤں کو منسوب کیا جائے۔ اور اس کو اس کا جزو قرار دیا جائے۔

بہجہ میں عباس علی کے بھائی سے ملاقات

بہجہ میں ہم نے مرزا محمد علی صاحب سے جو مرزا عباس علی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ معلوم کیا کہ نہ کوئی ڈاک کا انتظام ہے۔ اور نہ کثرت سے مہمان آتے ہیں کبھی کبھار کوئی مہمان آ گیا۔ تو مکان کے ایک گوشہ میں ٹھیر جاتا ہے۔ ورنہ عام طور پر تماشہ دیکھنے لوگ آتے ہیں۔ جو ایک دو گھنٹہ تک ٹھیر کر چلے جاتے ہیں۔ جب بہائیوں کی تعداد کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ صحیح تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی۔ مگر جو کچھ بہائی ہیں۔ وہ ایران ہی میں ہیں۔ پھر کچھ امریکہ میں ہیں۔ باقی ملکوں میں یونہی تھوڑے تھوڑے آدمی ہیں۔ اور جو تعداد بتائی جاتی ہے۔ اس میں بہت مبالغہ ہے۔

غرض حیفا اور عکہ جانے سے ہمیں بہت کچھ فائدہ ہوا۔ ہمارے کئی دوست کہتے تھے۔ جس شخص کو بہائیت کی طرف میلان ہو۔ اس کو یہاں لانا چاہیئے۔ اور پھر پوچھنا چاہئے کہ ۸۰ سال میں تمہاری تو یہ ترقی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی تیس سال میں وہ جو تم قادیان میں دیکھتے ہو۔ (باقی انشاء اللہ پھر کبھی)

خاکسار:- مرزا محمود احمد

پیغامیوں کے خلاف اظہار نفرت و ملامت

اگرچہ ایک گذشتہ پرچہ میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ غیر مبایعین کے خلاف جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے اظہار نفرت و ملامت کے جو ریزولیوشنز پہنچ رہے ہیں۔ ان کی اشاعت کا سلسلہ بند کیا جاتا ہے۔ اور جن جماعتوں کے ریزولیوشن پہنچ چکے تھے۔ ان کے صرف نام لکھ دیئے گئے تھے۔ لیکن تاحال ریزولیوشن پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک حسب ذیل اور جماعتوں کی طرف سے پہنچے ہیں:

(۱) جماعت احمدیہ کوئٹہ (۲) جماعت احمدیہ کوٹلی ہیرزائن (۳) جماعت احمدیہ چھپانہ (۴) جماعت احمدیہ جہلم (۵) جماعت احمدیہ پانی پت (۶) جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن (۷) جماعت احمدیہ پیلی بھیت (۸) جماعت احمدیہ نادون (۹) جماعت احمدیہ بہاولپور (۱۰) جماعت احمدیہ حسن پور کلاں (۱۱) جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ (۱۲) جماعت احمدیہ مدراس (۱۳) جماعت احمدیہ بنگلور چھاؤنی (۱۴) جماعت احمدیہ بغداد (۱۵) جماعت احمدیہ بھدرک۔ ملک اڑیسہ۔

چونکہ تمام جماعت کی طرف سے غیر مبایعین اور ان کے امیر پر یہ امر نہایت صفائی کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے کے سفر یورپ پر خیر خواہی کے پیرایہ میں جو فتنہ انگیزی کرنی چاہی تھی۔ اس سے تمام جماعت احمدیہ آگاہ ہو چکی ہے۔ اور ان کے اعتراضات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس لئے آئندہ اس سلسلہ کو قطعاً بند کیا جاتا ہے۔

اشتہارات

قابل قدر جرمن دوائی

نیورالیستھین کی مقبولیت

چارسو بوتل ایک شہر میں

دس بڑے بڑے شہروں میں ایجنسیاں قائم ہوگئی ہیں

نیورالیستھین موتیوں کا اشتہار آپ الفضل میں پڑھتے رہے ہیں۔ چند ماہ میں ان کی شہرت ہندوستان میں اسقدر بڑھ گئی ہے۔ کہ چاروں طرف سے آرڈر چلے آتے ہیں۔ ماہ جولائی میں چھ سو بوتل وصول ہوئی۔ جو کہ ایک ماہ کے اندر لگ گئی۔ دوائی کے ختم ہو جانے کی وجہ سے بہت سے آرڈرز کو ہمیں التوا میں ڈالنا پڑا۔ ماہ اگست میں نوسو بوتل وصول ہوئی۔ جو کہ اس وقت تک ختم ہو چکی ہے۔ کئی آرڈر نا قابل تعمیل پڑے ہوئے ہیں۔ اب ہزار بوتل ماہوار منگوانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالٰے کے فضل سے امید ہے۔ کہ یہ تعداد بھی ناکافی ثابت ہوگی۔ کیونکہ یہ دوائی اس قدر مفید اور زود اثر ہے۔ کہ ادھر آتی ہے۔ اور ادھر نکل جاتی ہے اب تازہ مال آنے والا ہے۔ اس لئے فوراً درخواستیں ارسال فرمائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ختم ہو جانیکی وجہ آپ کے آرڈر کی تعمیل جلدی نہ ہوسکے۔ یہ دوائی ہر موسم میں استعمال کیجا سکتی ہے۔ لیکن سردیوں میں اس کی خوراک بڑھا دینی چاہیئے۔

ان موتیوں کی تاثیر کے نئے سے نئے انکشاف ہو رہے ہیں۔ ایک معزز احمدی ای۔ اے سی۔ کام کرتے کرتے تھک جاتے تھے۔ اس کے استعمال سے ان کی دماغی حالت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہوگئی ہے۔ ایک حیدر آبادی صاحب جو کہ درجنوں بوتلیں منگوا چکے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے اور میرے رفقاء کو اس دوائی نے معتدبہ فائدہ دیا ہے۔ ایک وکیل صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کام کرتے وقت ان کو بیہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ اب وہ خوب کام کرتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں میں موتیوں کی شہرت کا باعث ہیں۔ کئی بڑے بڑے شہروں میں یہ دوائی اب سینکڑوں کی تعداد میں جاتی ہے۔ ایک شہر میں یہ دوائی اس قدر مقبول ہے۔ کہ اور ادویہ کے علاوہ ایک ماہ میں **چارسو بوتل** صرف نیورالیستھین کی وہاں لگی ہے۔ بنگلور۔ حیدر آباد۔ بھوپال۔ امرتسر۔ کانپور۔ مراد آباد۔ جالندھر۔ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ پٹیالہ۔ ان تمام بڑے بڑے شہروں میں ہماری ایجنسیاں قائم ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی ایجنسیاں ہیں۔ جیسے گورداسپور وغیرہ۔ کئی اور فرموں کے ساتھ ایجنسیوں کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔ یہ موتی بیخوابی۔ کمزوری حافظہ کی کمی۔ ذیابیطس۔ دبلاپن۔ سل کی ابتدائی حالت رگوں کے موٹے ہو جانے اعصاب کی کمزوری۔ دل کی دھڑکن۔ ہاضمہ کی خرابی۔ دودھ پلانے والی ماں کی کمزوری۔ اور بڑھاپے کے اثرات کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک بوتل للعہ تین بوتل عہ۔

نوالکس اور الوالکس

آج کل کی جدید تحقیقات علم خواص دان سے ثابت ہوا ہے کہ غدودوں کے اندر ایک ایسا مادہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو کہ اندر ہی اندر جذب ہو کر انسان کی قوت نامیہ کو بڑھاتا ہے۔ اس کی طاقت کو قائم رکھتا ہے۔ اسے صحت اور زندگی کا لطف اٹھانے کی طاقت بخشتا ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ غدودوں کے اندرونی اشحات سے بڑے کیمیاوی تجارب کے بعد یہ دوائی بنائی گئی ہے۔ اس لئے بہت سی بیماریوں کا قدرتی علاج ہے۔ اول الذکر مردوں کی بیماریوں کا علاج اور موخر الذکر عورتوں کی اس کے بعض اثرات کا الفضل جیسے مفرد پرچہ میں اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے بذریعہ خط و کتابت آپ دریافت کر سکتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ بڑی۔ خوراک تین ہفتہ ۔عہ چھوٹی ڈبیہ خوراک ۱½ ہفتہ ہے ر

ہاضمہ کا نمک

یہ نمک قبض اسہال معدہ کی خرابی۔ جوڑوں کے درد دن۔ بخار۔ پرانے نزلہ۔ کمر درد۔ سوء ہضمی کے لئے ازبس مفید ہے۔ کئی ہسپتالوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تمام یورپ و امریکہ میں مشہور ہے۔ اس کا نام ایچ بی۔ ڈی سالٹ ہے۔ اور قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے۔ عہ

کالی کلوریکم

زخمی مسوڑوں اور دانت اور منہ کی امراض کا بے نظیر علاج ہے قیمت۔ فی ٹیوب ۸؍ ر۔ بڑی ۱۲؍ ر

ڈوسن ڈانٹ

منہ اور دانتوں کے صاف رکھنے اور بیماری کے روک تھام رکھنے کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ قیمت فی ٹیوب چھوٹی ۸؍ ر بڑی ۱۲؍ ر

نیزہ ٹول

نزلہ روکنے کا آلہ۔ اسے دن میں تین دفعہ سونگھنے سے پہلے نزلہ کے بار بار دورے اللہ تعالٰے کے فضل سے رک جاتے ہیں۔ قیمت فی آلہ ۱۰؍ ر

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے آپکے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اسکی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیمگرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی۔ قیمت فی صد عہ محصول عہ ر۔ عزیز ہوٹل قادیان

اندھیرے گھر کا چراغ

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جنکے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو (۵) جنکے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو (۶) جنکے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کیلئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ تین تولے کیلئے محصولڈاک معاف۔ ۶ تولہ تک خاص رعایت۔

المشتہر۔ نظام جان عبداللہ جان معین الصحت۔ قادیان

ایک باموقعہ پختہ مکان

جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے پاس بجانب شمال واقع ہے۔ بعض خاص مجبوریوں کے باعث فروخت کرنا چاہتا ہوں مکان کا طول و عرض ۵۰ × ½ ۳۱ فٹ ہے۔ جسمیں ایک بڑا کمرہ اور تین متوسط کمرے ہیں۔ اور ایک وسیع برآمدہ بھی ہے۔ مکان حال ہی میں بنوایا گیا تھا۔ تمام کا تمام پختہ اور مضبوط ہے۔ جو شخص اپنی رہائش کے لئے بنوایا گیا تھا۔ دو طرف راستے ہیں۔ موقعہ نہایت عمدہ اور کھلی جگہ پر ہے۔ ہائی سکول کے بالکل قریب ہے۔ قیمت تین ہزار روپیہ ہے۔

م۔ ل۔ معرفت کتاب گھر قادیان

ہمارے سب سے پہلے دس سال سے جاری شدہ مشہور و معروف کارخانہ کی تیار کردہ

مضبوط و پائیدار نوایجاد مشین

خلاف تحریر ہو تو واپس۔ بچہ چلا سکتا ہے۔ پرزے مختصر مضبوط جو برسوں خراب نہ ہوں۔ ڈٹ وغیرہ نکالنا نہیں پڑتا۔ تاجروں کو خاص رعایت۔ قیمت مشین لوہا بغیر چابی ہینڈل لوہا چھلنی ۱ عدد سوراخ ۳ و ۹ بڑا ہینڈل پیتل چھلنی ۲ عدد ہے معہ چابی

سویاں

پتہ:۔ عبدالکریم مولوی فاضل منیجر کارخانہ مشین سویاں قادیان ضلع گورداسپور

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل۔ (ایڈیٹر) باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)